www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد حنیف صاحب گوجرانوالہ

اسلامی مساوات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع اور خلفائے راشدین کے عہد کے آئینے میں

اسلام نے معاشرتی تنظیم کے لیے جو اصول وضع ہیں اصولِ مساوات ان میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی بنیاد پر معاشرے کا باقی ڈھانچہ تعمیر کیا گیا ہے اور معاشرتی قانون بنائے گئے ہیں۔

جان و مال اور عزت سب کے یکساں ہیں مساوات کے اصول کے تحت اسلام معاشرے کے ہر فرد کے جان، مال اور عزت کو یکساں محترم قرار دیتا ہے اور اس سلسلے میں کسی کے ساتھ کسی قسم کے امتیاز کا روادار نہیں ہے۔ وہ اس اعتبار سے کسی کو برتر نہیں مانتا کہ وہ اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا ہے یا اس کے پاس دوسروں کی نسبت مال زیادہ ہے یا وہ زیادہ زمین کا مالک ہے یا اس کا رنگ دوسروں سے اچھا ہے یا زیادہ پڑھا لکھا ہے یا کسی خاص علاقے کا باشندہ ہے یا وہ معاشرے میں کسی خاص حیثیت کا حامل ہے۔ اسلام کے مقرر کردہ قوانینِ معاشرہ کی نگاہ میں یہ سب حیثیتیں بے معنی ہیں اور اگر کسی موقع پر معاشرہ کے نظام میں خرابی کا باعث بنتی ہیں تو قانون کے مقابلے میں ایک پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں اور پورے استغنا کے ساتھ ٹھکرا دی جاتی ہیں۔

اسلام اس بات کا بھی قائل نہیں کہ کسی شخص کو اس لیے حقیر سمجھا جائے کہ وہ غریب اور نادار ہے یا کوئی طاقت ور اس لیے دوسرے کے مال پر قبضہ کرلے کہ مقابل کمزور ہے۔ یا کم حیثیت والے کی عزت پر کوئی اس لیے ہاتھ ڈالے کہ وہ اعلیٰ حیثیت کا مالک نہیں۔ کسی شخص کا کمزور، نادار اور کم حیثیت ہونا قطعاً اس میں رکاوٹ نہیں بنتا کہ اس کو اس کے حقوق پورے پورے دیے جائیں اور اس کے مال جان اور عزت کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح کسی طاقت ور، مالدار اور اعلیٰ حیثیت کے حامل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرد کے مال و جان اور عزت کا احترام کیا جاتا ہے اور اس کو اس طرح تحفظ دیا جاتا ہے جس طرح کسی اعلیٰ سے اعلیٰ فرد کو حاصل ہوتا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ مکمل اسلامی نظام کا بہترین خلاصہ ہے اور جس مجمع میں آپ نے وہ خطبہ دیا وہ اس دور کے مسلمانوں کا عظیم ترین مجمع تھا۔ وہاں غریب بھی تھے اور امیر بھی، سرمایہ دار بھی اور مزدور بھی، زمیندار بھی تھے اور مزارع بھی۔ بڑے بڑے تاجر بھی تھے اور خوردہ فروش بھی، طاقتور بھی تھے اور کمزور بھی۔ علاقوں کے گورنر بھی تھے اور ان کی نگرانی میں زندگی گزارنے والی رعایا بھی۔ غرضیکہ عرب سوسائٹی کے تقریباً ہر طبقہ کے افراد موجود تھے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ الا ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔

خبردار تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے لیے اسی طرح واجب الاحترام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارے اس مہینے میں اور اس شہر میں تمہارے لیے قابلِ احترام ہے۔

یہ ارشاد اسلامی معاشرہ کی بنیاد ہے اور اسے آپ نے سوا لاکھ کے قدسی صفات عظیم مجمع میں بیان فرمایا اور کسی قسم کا استثنا نہیں کیا بلکہ اس بات پر زور دیا کہ تم میں سے ہر شخص اس بات کا مکلف ہے کہ وہ دوسروں کی جان، مال اور عزت کا پورا پورا احترام کرے اور ان کو اتنا ہی قیمتی سمجھے جتنا وہ اپنے جان، مال اور عزت کو قیمتی سمجھتا ہے۔ نہ وہ ناحق کسی کی جان لے، نہ اس کا مال چھینے اور نہ اس کی عزت کو پامال کرنے کے درپے ہو، خواہ وہ مالدار ہے یا غریب۔ طاقتور ہے یا کمزور۔ اعلیٰ حیثیت کا مالک ہے یا ادنیٰ کا۔

پھر ان تینوں چیزوں کی قدر و قیمت کا اندازہ اس طرح کر دیا کہ ان کی حرمت کو حجۃ الوداع کے دن کی اس حرمت کے برابر قرار دیا جو ذوالحجہ کے مہینے میں اور مکہ مکرمہ میں لوگوں کے دلوں میں ہوتی ہے خصوصاً جب کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس ان میں شامل تھے۔

مساوات کے یہ اصول صرف وعظ و نصیحت کی چیز ہی نہیں بنے بلکہ اس کے لیے باقاعدہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئین وضع کیے گئے اور پوری قوت اور حکومت کی مشینری کے ذریعے اس کو عملی جامہ پہنایا گیا۔

ایک طائرانہ نگاہ اس عملی پہلو پر بھی ڈال لیجیے۔

قریشی خاتون کا واقعہ بنو مخزوم کی فاطمہؓ نے جب چوری کی تھی تو اس کا ہاتھ اسی طرح کاٹ دیا گیا جس طرح اس جرم میں کسی دوسرے شخص کا ہاتھ کاٹا جاتا اور ان کا ایک اعلیٰ خاندان کا فرد ہونا قانون کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکا۔ یہ ان کے اس جرم کی سزا تھی کہ انھوں نے اس مال کا وہ احترام نہ کیا جس کا وہ مستحق تھا۔

حضرت صدیقؓ کا پہلا خطبہ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ جب منصب خلافت کے لیے منتخب ہوئے تو آپ نے اپنے پہلے ہی خطبے میں یہ حقیقت واضح کر دی کہ ہر شخص کے بنیادی حقوق یکساں حفاظت کے مستحق ہیں۔ فرمایا:

"تم میں کا کمزور میرے نزدیک طاقت ور ہے۔ جب تک میں اس کا حق اس تک نہ پہنچا دوں اور تم میں کا طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق وصول نہ کر لوں"۔

یہ فرمان اسی احساس کا مظہر تھا کہ شریعت محمدی میں ہر کسی کا جان و مال اور عزت یکساں محترم ہے پھر پورے دور صدیقی میں اس فرمان پر پورا پورا عمل ہوا۔

ابن عمر کو کوڑوں کی سزا اور یہ بھی واقعہ[1] ہے کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے سے شراب نوشی کا فعل سرزد ہوا۔ تو وہ بھی قانون کی گرفت سے بچ نہ سکے۔ انھیں اسی طرح کوڑے مارے گئے جس طرح اس فعل کے مرتکب کسی دوسرے شخص کو مارے جاتے اور ان کا خلیفہ وقت کا بیٹا ہونا ان کے کسی کام نہ آیا بلکہ اس کا سبب بنا کہ جب وہ اپنی کمزوری اور تکلیف کی شدت سے فوت ہو گئے تو ان کی مردہ لاش پر کوڑوں کی تعداد پوری کی گئی۔ کیونکہ اگرچہ وہ خلیفہ وقت کے بیٹے تھے لیکن قانون کی نگاہ میں ایک عام شہری تھے اور انھیں اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی کہ وہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب کریں جس سے معاشرتی نظام میں خلل واقع ہونے کا خدشہ ہو اور دوسروں کے جان و مال اور عزت کے لیے خطرے

---

[1] واقعہ مشہور تو اسی طرح ہے لیکن پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ ۱۲ ادارہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سبب بنے۔

حضرت عمرؓ کا اپنا حال خود حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ غصّے میں ایک شخص کے سر پر کوڑا دے مارا اور لبعد میں احساس ہُوا کہ اس بے چارے کو ناحق مار پڑی ہے تو اس کے پیچھے بھاگے اور اسے اپنا بدلہ لینے اور ان کے سر پر کوڑا مارنے کے لیے مجبور کیا کیونکہ یہ بات ان کے ذہن میں پختہ تھی کہ اس شخص کی جان خود آپ کی اپنی جان سے کچھ کم محترم نہیں۔

حضرت علیؓ عدالت کے کٹہرے میں پھر چشم عالم نے یہ بھی دیکھا کہ خلیفۂ وقت حضرت علیؓ مدعی بن کر عدالت میں گئے تو مدعا علیہ کے ساتھ عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوئے اور کھڑے رکھے گئے حالانکہ ان کا مدعا علیہ شخص ایک یہودی تھا۔ یہ سب اس لیے ہُوا کہ خود حضرت علیؓ اور قاضی عدالت دونوں جانتے تھے کہ ایک مدعی کی حیثیت میں حضرت علیؓ کی ذات یہودی سے زیادہ محترم نہیں اور نہ ہی یہودی مدعا علیہ ہوتے ہُوئے حضرت علیؓ سے کچھ کم احترام کا سزاوار۔

ایسے قوانین کے موجود ہوتے ہوئے اور ان پر عمل بھی کرنے کا نتیجہ تھا کہ مملکت اسلامیہ میں معاشرتی اعتبار سے پورا امن تھا اور ہر شخص دوسرے کے جان و مال اور عزت کا احترام کرتا تھا۔ اسی بنا پر یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ ایک عورت زیوروں سے لدی پھندی صنعا سے چل کر حضرموت تک سفر کرے گی اور اسے کسی انسان سے خوف نہ ہوگا۔

مساوات کا یہ تصور اسلام کے سوا دنیا کے کسی قانون میں نہیں پایا جاتا۔ حتیٰ کہ وہ ممالک بھی ایسی مساوات پیش نہیں کر سکتے جو آج تہذیبِ نو کی زمام قیادت سنبھالے ہُوئے ہیں اور جنھیں دنیا بڑا مہذب سمجھتی ہیں۔

ان کے ہاں انسان اور انسان کے درمیان بڑے بڑے امتیازات ہیں اور آئین میں ایسی دفعات رکھی جاتی ہیں جن کے ذریعے خاص حیثیت کے حامل افراد کو قانون کی گرفت سے بالاتر قرار دے دیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا اپنی تمام تر ترقی کے باوجود آج تک معاشرے کی ان اقدار سے محروم ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کو مسلمانوں نے چودہ سو سال پہلے فروغ دیا تھا۔ کیونکہ دنیا کا کوئی قانون جان و مال اور عزت کے احترام کا وہ سبق نہیں دیتا جو اسلام دیتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک لوگوں کے دلوں میں دوسروں کی جان و مال اور عزت کا وہ احترام پیدا نہ ہو جائے معاشرتی خرابیاں موجود رہتی ہیں بلکہ ایک کے بعد دوسری جنم لیتی رہتی ہے اور اس کی نئی نئی صورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جس معاشرے میں یہ تصورِ احترام نہیں پایا جاتا وہاں چوری، ڈاکہ، زنا، قتل، رشوت، سود خوری وغیرہ کا خاتمہ نہیں ہو سکتا اور جس معاشرے میں یہ خرابیاں موجود ہوں اس کو کبھی پر امن معاشرہ نہیں کہا جا سکتا۔

دوسری طرف کچھ لوگ معاشی مساوات کے داعی ہیں حالانکہ یہ ایک ایسا مفروضہ ہے جسے آج تک دنیا کے کسی خطے میں ایک لمحہ کے لیے بھی حقیقت بننا نصیب نہیں ہوا۔

دراصل مساوات کا صحیح اور قابلِ عمل تصور وہی ہے جو اسلام نے دیا ہے اور اس سے دوسرا کوئی بھی تصورِ مساوات بالکل بے معنی ہے۔

دواخانہ رحمت

کالی کھانسی، چنبل، خارش ہر قسم، بواسیر خونی اور بادی اور نزلہ و زکام دائمی کا تیر بہدف علاج۔

حکیم عبدالجبار خلف الرشید حکیم عبدالقیوم (مرحوم) ۱۲۔ نکلسن روڈ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ